بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إن الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً

فون نمبر ۴۹ ۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵۲

روزنامہ

# الفضل ربوہ

بانی: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۔ ایڈیٹر: روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰ | ۱۷ ہجرت ۱۳۴۵ ہش ۔ ۲۵ محرم ۱۳۸۶ھ ۔ ۱۷ مئی ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۱۳

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## انسان کو اپنے اعمال پر نازاں نہ ہونا چاہیئے اعمال حبط بھی ہو جایا کرتے ہیں

## دنیا کی ملونی ساتھ ہو تو نیک اعمال پر ثمرات عمدہ مرتب نہیں ہوتے

"انسان کو اپنے اعمال پر نازاں نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اعمال حبط بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ نیکی کے ضائع کرنے کے واسطے ریاکاری ہے۔ دیکھو چندہ ہوتا ہے اگر فخر کے ساتھ دیا جائے تو سب خیرات ضائع ہو جائیگی وہ خدا کے لئے ہرگز نہ سمجھی جائیگی۔ اس موقعہ پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے۔ ایک بزرگ نے بڑے مجمع میں بیان کیا کہ ہزار روپے کی ضرورت ہے ایک شخص نے اٹھ کر آگے رکھ دیا۔ اس بات پر جب اس کی بہت تعریف ہوئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا چند منٹ کے بعد آ کر کہا کہ حضرت مجھ سے بہت غلطی ہوئی وہ روپیہ میری ماں کا تھا اور وہ واپس طلب کرتی ہے۔ مجمع نے اسے بڑی لعن طعن کی کہ یہ بہانہ بناتا ہے بناوٹ کرتا ہے دیکر پچھتایا اور یہ حیلہ گھڑ لیا جب پہر رات گزر چکی تو وہی شخص بزرگ کے گھر پہنچا اور پھر وہ روپیہ پیش کیا اور کہا یہ روپیہ میں نے تعریفیں سننے کے لئے نہیں دیا تھا۔ آپ کو قسم ہے خدا کی جو کسی کو بتلاؤ۔ بزرگ یہ سنکر رو پڑے۔ واقعی جس میں ریاکاری ہو وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی پاک و مصفا و شیریں کھانے میں کتا منہ ڈال دے۔ سب سے بھاری آفت یہ ریاکاری ہے جب دنیا کی ملونی ساتھ ہوتی ہے تو نیک اعمال پر ثمرات عمدہ مرتب نہیں ہوتے۔ انسان مکمل تو ہے نہیں۔ پس جب انسان کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو وہ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خیرات ہمیشہ خفیہ ہی دینی چاہیئے۔ کیونکہ قرآن مجید میں دونوں طور پر جواز آیا ہے مطلب تو یہ ہے کہ نفس کی ملونی نہ ہو۔ بعض وقت علانیہ دینے میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس سے ریس پڑتی ہے۔ دل کی نیت سے علانیہ دینا ثواب کا کام ہے بلکہ جو اس کے پیچھے دیں ان سب کا ثواب اس کو بھی ملے گا۔" (البلاغ المبین ۱۳/۱۴)

## اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۶ رمئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت گزشتہ رات سے نزلہ لور گلے کی خرابی کے باعث ناساز ہے اور کچھ حرارت بھی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۱۶ رمئی۔ کل مورخہ ۱۵ رمئی کو مسجد مبارک میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں ایک خاص جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں طلبائے جامعہ احمدیہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" سے متعلق ممتحن صاحبان کے سوالوں کے جواب دیئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے علمی تقاریر کے دوسرے جلسہ منعقدہ ۱۵ را اپریل ۱۹۶۶ء میں ارشاد فرمایا تھا کہ طلبائے جامعہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب کا پوری توجہ کے ساتھ بار بار مطالعہ کر کے اس پر عبور حاصل کریں۔ اور پھر ایک ماہ بعد باقاعدہ ایک جلسہ منعقد ہو جس میں طلباء کا اس طور پر امتحان ہو کہ ممتحن صاحبان سوال کریں اور طلباء باری باری حاضرین سے خطاب کر کے تقریر کے رنگ میں ان کا جواب دیں۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہی کل اس جلسہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ حضور نے ازراہ شفقت خود کرسی صدارت پر رونق افروز ہو کر اس اجلاس کو برکت بخشی۔

حضور کی زیر ہدایت ممتحن کے طور پر فرائض سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور محترم مولوی غلام باری صاحب سیف نے ادا کئے۔ انہوں نے طلباء سے سوالات پوچھے اور طلبائے جامعہ احمدیہ نے جو پانچ علیحدہ علیحدہ گروپوں (امانت گروپ، دیانت گروپ، شجاعت رفاقت گروپ، اور صداقت گروپ) میں منقسم تھے باری باری ان سوالات کے جواب دیئے۔ اس طرح باری باری قریباً چوبیس طلباء نے تقاریر کیں۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ قریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور بہت دلچسپ ہونے کے علاوہ سامعین کے لئے ازدیاد علم کا موجب ثابت ہوا۔

حضور نے اس امتحان کے لئے محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس اور محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کو منصف مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ ان کے فیصلہ کے بموجب امانت گروپ اول قرار پایا۔ حضور نے اس گروپ کو تفسیر صغیر کے نئے ایڈیشن کا ایک نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب نسخہ بطور انعام عطا فرما کر ہدایت فرمائی کہ اس نسخہ کی ابتداء میں سادہ صفحہ پر اس مقابلہ اور امانت گروپ کے اول آنے کا ذکر ہونے اس گروپ کے تمام طلباء کے نام درج کئے جائیں اور یہ گروپ اس نسخہ کو جامعہ کی لائبریری میں جمع کرا دے۔ مقابلہ کے اختتام پر حضور نے

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد بشیر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۶۶ء

# تلاشِ حق

یہ عجیب بات ہے کہ بعض لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے عبادت کی اور دعائیں مانگیں یہ کیا اور وہ کیا مگر ہمیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا مثلاً غالب کا ایک شعر ہے ؎

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

یہ صرف شاعرانہ خیال نہیں بلکہ بعض لوگوں کی ذہنیت کا صحیح نقشہ ان دو مصرعوں میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس ذہنیت کے لوگ بندگی یا عبادت اس طرح کرتے ہیں کہ گویا وہ خدا تعالیٰ پر احسان کر رہے ہیں جس کا بدلہ فوری طور پر مل جانا چاہیئے یا وہ بازار میں سودا بازی کر رہے ہوتے ہیں۔ یعنی اس ہاتھ دے۔ اس ہاتھ لے۔ اس بات کو ہتھیلی پر سرسوں جمانا کہا جاتا ہے۔ یہ بہت خطرہ کا مقام ہوتا ہے۔ یہیں سے دیارِ دہریت کو شاہراہ جاتی ہے۔ انسان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددناہ اسفل سافلین

یعنی انسان کو ہم نے احسن تقویم میں پیدا کیا ہے۔ اور اس میں نچلے سے نچلے گڑھے میں گرنے کا بھی رجحان رکھا ہے۔ یہاں اسفل سافلین انہی لوگوں کے لئے ہے۔ جو ذرا سی عبادت کر کے چاہتے ہیں کہ بڑی سے بڑی نعمتیں ان کو فوری طور پر حاصل ہو جائیں۔ حالانکہ یہی لوگ جب کوئی دنیوی کام کرتے ہیں۔ تو وہ اس طرح ہتھیلی پر سرسوں جمانے کے قائل نہیں ہوتے۔ اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کا لڑکا ایم۔ اے ہو جائے تو وہ کبھی یہ خیال بھی نہیں کر سکتا کہ پھونک مارنے سے ایسا ہو جائے گا۔ بلکہ وہ پہلی جماعت سے شروع کر کے ایم۔ اے تک متواتر سفر کرتا ہے اور بتدریج اس مقام کو پاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے کام ہیں۔ انسان ان کاموں کے نتائج حاصل کرنے کے لئے علم اور مشق بہم پہنچاتے ہیں۔ ایک شخص جو آرٹسٹ بننا چاہتا ہے۔ مہینوں اس کی مشق کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کو مہارت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اس فن میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ مگر جہاں تک روحانی فوائد کا تعلق ہے۔ اکثر لوگ سخت بے صبری سے کام لیتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں خود کچھ نہ کرنا پڑے۔ اور وہ بیٹھے بیٹھے ولی اللہ ہو جائیں۔ یا خود بخود ان کی سمجھ میں دین کی خوبیاں آ جائیں۔ کیا یہ حیرانی نہیں کہ سائنس اور فلسفہ میں کمال کے لئے تو لوگ دن رات محنت کرتے ہیں۔ مگر معرفت خداوندی کے حصول کے لئے وہ ایک تنکا بھی دُہرا نہیں کرنا چاہتے۔

یہ حالت اکثر ان لوگوں کی ہوتی ہے جو اپنے آبائی دین بغیر غور و فکر سے بلکہ محض رسم و رواج کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔ وہ ایک عقیدہ رسمی طور پر باپ دادا سے ورثہ میں لیتے ہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی عقل کے خلاف ہو اس پر جمے رہتے ہیں اور جب صحیح دین ان کو پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس سے محض ضد اور تعصب کی وجہ سے مونہہ موڑ لیتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے وہ وقت نہیں دیتے۔ جب کوئی مامور من اللہ انہیں آکر سیدھی راہ پر چلانا چاہتا ہے تو وہ اس کی مخالفت پر ڈٹ جاتے ہیں۔ اور غور بھی نہیں کرنا چاہتے۔ ایسے لوگ بہت ہوتے ہیں۔ جو کسی نئے عقیدہ کو سمجھنا تو کجا سمجھنے کی کوشش کو بھی پسند نہیں کرتے۔ اور جب ان کے سامنے حق پیش کیا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ بس ہم آپ سے بات بھی نہیں کریں گے۔ چنانچہ عیسائی پادریوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے احمدیوں کے ساتھ کلام نہ کریں۔ حالانکہ تلاشِ حق ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ لیکن بعض مفاد پرستوں نے اس پر قدغن لگائے ہوئے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں بار بار آتا ہے کہ وہ خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ بعض دفعہ تو وہ نہ صرف جبر کی دھمکی دیتے ہیں بلکہ جبر کرتے ہیں۔ اور قتل اور لوٹ تک نوبت پہنچا دیتے ہیں۔

الغرض جب تک انسان خود اللہ تعالیٰ کی تلاش میں سرگرم نہ ہو۔ اس وقت تک وہ صداقت کے راستہ پر آ نہیں سکتا۔ اور نہ حق کو پا سکتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص صاف دل ہو کر تلاش حق کرتا ہے۔ اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم سلب عقائد ہی کی حالت میں آتا ہے۔ تو وہ سچائی کو ضرور پا لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے دل میں پہلے سے ایک بات کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ اور ضد اور تعصب کے حلقوں میں گرفتار دل لے کر آتا ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ کہ اس کا معاندانہ جوش بڑھ کر فطرت کے انوار کو دبا لیتا ہے۔ اور دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق نہیں پاتا۔ پس خدا تعالیٰ سے پاکیزگی اور ہدایت کے پانے کے لئے خود بھی اپنے اندر ایک پاکیزگی کو پیدا کرنا چاہیئے۔ اور وہ یہی ہے کہ انسان بخل اور تعصب کو چھوڑ دے اور اپنے نفس کو ہرگز دھوکا نہ دے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جو شخص تلاش حق کا دعوےٰ کر کے نکلتا ہے۔ اور پھر اپنی جگہ پہلے ہی کسی مذہب کے اصول کو فیصلہ کر کے قطعی بھی قرار دے لیتا ہے۔ وہ دنیا کا طالب ہوتا ہے۔ جو دنیا کی فتح و شکست پر مرتا ہے۔ میں اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ خدا کو مانتا ہے۔ نہیں میرے نزدیک وہ دہریہ ہے۔ پاک دل جو کسی کی زجر و توبیخ کی پرواہ نہیں کرتا اور جو اقرار کر لینے میں ندامت اور شرمساری نہیں پاتا وہی ہوتا ہے جو حق کو پا لیتا ہے۔ ایسے ہی دل پر خدا کے انوار نازل ہوتے ہیں۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ ہرگز ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتا جو اس کی جستجو میں قدم رکھتا ہے۔ وہ یقیناً ہے اور جسے ہمیشہ سے اس نے انا الموجود کہا ہے۔ اب کہتا ہے۔ جس طرح حضرت مسیح پر وحی ہوتی تھی۔ اسی طرح اب بھی ہوتی ہے۔ میں مسیح کہتا ہوں۔ یہ نرا دعوےٰ نہیں۔ اس کے ساتھ روشن دلائل ہیں کہ پہلے کیا تھا جواب نہیں۔ اب بھی وہی خدا ہے۔ جو سدا سے کلام کرتا چلا آیا ہے۔ اس نے اب بھی دنیا کو اپنے کلام سے منور کیا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۹)

# حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی دوستوں سے اپیل

## "فضل عمر فاؤنڈیشن کے فنڈ میں دوست دل کھول کر حصہ لیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر اپنی تقریر دلپذیر میں "فضل عمر فاؤنڈیشن" کے فنڈ میں دل کھول کر حصہ لینے کی حسب ذیل اپیل فرمائی:۔

"میں دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی پہلی تمام مالی قربانیوں پر قائم رہتے ہوئے اور اس میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر بشاشت قلب کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور ساتھ ہی دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس فنڈ کو بابرکت کرے اور اس کے اچھے نتائج کا ثواب حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اور ہمیں بھی پہنچائے۔"

اس فنڈ کی اہمیت اور افادیت کے مدنظر ایسے دوست والہانہ انداز میں لبیک کہیں گے۔

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

# ”عیسائیت میں تثلیث کا تصوّر بیرونی مداخلت کا نتیجہ ہے!“

## ایک جرمن سائنس دان پروفیسر ہیکل کا نظریہ!

(از مکرم چوہدری عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے۔ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

پروفیسر آرنسٹ ہیکل ایک مشہور جرمن ذوالجسٹ گزرے ہیں جنہوں نے چالیس کے قریب تصانیف ترتیب دی ہیں۔ اُن کی ایک کتاب ”کائنات کا معمّہ“ "The Riddle of the Universe" پہلے پہل ۱۸۹۹ء میں لکھی گئی۔ اِس کتاب میں مذاہب کی پیدائش اور اُن کے ارتقاء کے بارے میں پروفیسر صاحب موصوف کے انکشافات اور ان کی تحقیقات اس قدر مقبول ہوئی کہ اب تک اِس کتاب کا بیس زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ۱۹۵۰ء تک اِس کے چھ ایڈیشن شائع ہو کر اسکی تیس لاکھ کاپیاں دنیا کے طول و عرض میں پھیل چکی تھیں۔

اِس کتاب میں نہ صرف انسانی جسم کا ارتقاء اور انسانی نسل کی رفتارِ ترقی پر بحث کی گئی ہے بلکہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب نے جو عظیم الشان اثرات انسانی قلب پر پیدا کئے ہیں اور ہماری تہذیب و تمدن کو جس رنگ میں متاثر کیا ہے۔ اُن کی تفصیل سائنٹیفک انداز میں قلمبند کی گئی ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف نے اِس کتاب میں ایک باب صرف عیسائیت کے عقیدۂ تثلیث کے لئے مخصوص کیا ہے۔ اِس عقیدے پر بحث کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:۔

”عیسائیت میں تثلیث کا تصوّر بنیادی سمجھا جاتا ہے اور اِسکی انتہا اِس خیال پر قائم ہے کہ ایک خدا۔ درحقیقت تین خدا ہیں۔ ایک تو باپ ہے جو زمین آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے۔ دوم حضرت عیسیٰ مسیح ہیں جن کو بیٹا کہا جاتا ہے اور تیسرے روح القدس ہیں۔ جن کا باپ اور بیٹے کے ساتھ ایسا پُراسرار تعلق ہے جسے انیس سو سال میں کوئی نہیں سمجھ سکا۔ اناجیل جو اِس قسم کے عقیدے کو سمجھنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ اِن تینوں ہستیوں کے باہمی تعلق کی نہ صرف ہرگز وضاحت نہیں کرتیں بلکہ اِس کے برعکس وہ ان بچوں کے ذہنوں کو اِس اِبہام سے بھی پاک نہیں رہنے دیتیں جو اِس عقیدے کے نتیجے میں لازمی طور پر پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بچے ایک جگہ اپنی کلاس میں یہ سیکھتے ہیں کہ تین کو ایک سے ضرب دینے کا نتیجہ تین ہوتا ہے تو دوسری جگہ وہ یہ سیکھتے ہیں کہ تین کو ایک سے ضرب دی جائے تو وہ ایک ہی رہتا ہے۔“ (صہ ۲۲۷)

پروفیسر ہیکل کے اصل الفاظ اِس سلسلے میں قابلِ غور بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"The Gospels, which are the only clear sources of this Triplotheism, are very obscure as to the relation of these three persons to each other, and do not give a satisfactory answer to the qustion of their unity. On the other hand, it must be carefully noted, what confusion this obscure and mystic dogma of the Trinity must necessarily cause in the minds of our children, even in the earlier years of instruction".

یعنی اناجیل۔ تثلیث کے تینوں عناصر کو ایک دوسرے سے ترتیب دینے میں قطعی قاصر ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی قابلِ غور امر ہے کہ وہ ابہام کس قدر وسیع ہو جاتا ہے جو تثلیث کی تعلیم سے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے، خصوصاً اُن نوآموز بچوں کے دلوں میں جو ابھی اپنی تعلیم و تربیت کے ابتدائی مراحل میں ہیں۔“ (صہ ۲۲۷)

مگر کیا تثلیث کا تصوّر جو اِس وقت اِس دنیا میں قائم ہے! حضرت مسیح علیہ السلام کا اپنا بیان فرمودہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ اِس کے متعلق پروفیسر ہیکل نے اپنا دلچسپ نقطۂ نظر پیش کیا ہے جو نہ صرف تاریخی اعتبار سے قابلِ قبول نظر آتا ہے بلکہ مذہبی تحقیق کی رُو سے بھی نہیں قرینِ قیاس ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

”عیسائیت کے بعض دوسرے عقائد کی طرح تثلیث کا عقیدہ بھی بنیادی نہیں بلکہ بعض دوسرے مذاہب اور جماعتی تصوّرات سے اخذ کردہ ہے۔ سورج کی پرستش کرنے والا ایک گروہ جو ”چالڈین اگی“ کہلاتا تھا ”ابلو“ — دیوتا کی تثلیث کا قائل تھا۔ جو اِس عالم کا نقطۂ آغاز سمجھا جاتا تھا۔ اِس قوت کے تین ’مظاہر‘ تھے۔ ”آنو“ — جو اُس ہمہ گیر کیفیت کا نام تھا جہاں ہر جگہ بے ترتیبی تھی۔ ’بہل‘ — ’Bel‘ — وہ قوت تھی جسنے اِس بے ترتیبی کو نظام اور تعمیر کے سانچے میں ڈھالا۔ اور ”آء“ ’Aa‘ — وہ روشنی کی قوت تھی جس نے کائنات میں بعض تخلیق شدہ اشیاء کو ’شعور‘ بخشا — اِس کے ساتھ ہی مشرق میں براہمنوں کے ایک فرقے میں ”تریمورتی“ (Trimurti) کے متعلق ایک الجھا ہوا تصوّر قائم تھا جو ایک مقدس آسمانی روح تھی۔ اور اِس کے متعلق بھی سمجھا جاتا تھا کہ وہ تین قوتوں کے اشتراک کا نتیجہ ہے اُن میں سے ایک تو خود ”برہما“ کی ذات تھی۔ جو ’Creator‘ یعنی پیدا کرنے والا تھا۔ دوم ”وشنو“ Vishnu جو بڑھانے والا یا ترقی دینے والا تھا۔ اور سوم ”شیوا“ ’Shiva‘ جو بانتباہ کرنے والا تھا۔ یہ تینوں قوتیں پُراسرار اشتراک کے ایک رابطہ میں بندھی ہوئی تھیں جن سے کائنات کا نظام چلتا تھا۔“

پروفیسر موصوف اِس سے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں وہ اُنہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

"It would seem, that in this, and other ideas of Trinity, the sacred number, three, as such, as a 'symbolic number' has counted for something. The three first christian virtues, Faith, Hope, charity-form a similer triad".
Page. 227-28

یعنی یہ بالکل قرینِ قیاس نظر آتا ہے کہ اِس قسم کے عقائد و تصوّرات نے جو تثلیث کا اصل مآخذ ہیں کسی نہ کسی طرح عیسائیت میں بھی اِس تصوّر کو جنم دیا ہوگا۔ عیسائیت میں ابتدائی تین نیکیاں جو ارکان کی حیثیت رکھتی ہیں یعنی ایمان — امید — اور خیرات — وہ خود تثلیث کا رنگ رکھتی ہیں۔

اگر پروفیسر ہیکل کے اِس نظریے کو تاریخی اعتبار سے دیکھا جاوے تو ہمیں یہ امر بالبداہت واضح نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واقعہ صلیب کے بعد ہجرت فرمائی۔ اور کچھ عرصہ اپنے حواریوں کی معیت میں ارضِ فلسطین و شام سے ہوتے ہوئے مشرق کے بعض زرخیز خطوں میں وارد ہوئے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے وصال کے بعد اُن کے حواری ایک مدت تک بعض مشرقی خطوں میں رہنے کی وجہ سے مقامی عقائد اور رسوم سے متاثر ہوئے ہوں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اِن رسوم اور تصوّرات کا اثر اِن کے معتقدات پر بھی ہوا ہو۔ بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال و ہدایات جیسا کہ تاریخ کلیسیا ثابت کرتی ہے کسی منظم شکل میں موجود نہ تھے۔ پس پروفیسر ہیکل کا نظریہ اِس پس منظر میں درست معلوم ہوتا ہے۔

# شذرات

* شیخ خورشید احمد

## بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام

حال ہی میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:-

"بیرونی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے لئے مغربی پاکستان اوقاف کے مشاورتی بورڈ نے آج اپنے تیسرے اجلاس میں چند اہم سفارشات پیش کیں ۔۔۔۔۔ بورڈ نے فیصلہ کیا کہ محکمہ اوقاف ایک تبلیغی فنڈ قائم کرے اور اس فنڈ میں چندہ دینے کے لئے مغربی پاکستان کے متمول مسلمانوں کو آمادہ کیا جائے۔"

(نوائے وقت ۸ رمئی ۶۶ء)

خبر تو بہت خوشکن ہے۔ مقامِ شکر ہے کہ بالآخر بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام جیسے اہم مسئلہ کی طرف بھی کچھ توجہ شروع ہوئی ہے مشاورتی بورڈ کے فیصلہ کو اگر محکمہ اوقاف نے شرفِ پذیرائی بخشا تو تبلیغی فنڈ تو قائم ہو جائے گا لیکن سوال یہ ہے کہ یہ محکمہ بیرونی ممالک کے مناسب حال مبلّغین بھی تیار کر سکے گا؟ ابھی چند دن ہوئے ہیں نوائے وقت میں جزائر کریبین کے مسلمانوں کے جو حالات شائع ہوتے ہیں ان میں یہ بتایا گیا تھا کہ:-

"کچھ عرصہ قبل تقویت الاسلام ایسوسی ایشن نے حکومتِ پاکستان سے درخواست کی تھی کہ ایسا مسلمان مبلّغ ٹرینی ڈاڈ بھیجا جائے جو انگریزی جانتا ہو اور انگریزی میں وعظ کر سکے۔ مگر ایک عالی شان مکان اور ایک نئی کار آج تک اس مبلّغ کی منتظر ہے۔"

(نوائے وقت ۲۸ر اپریل ۶۶ء)

## دُنیوی اقتدار کی ناپائیداری

ایک معاصر لکھتا ہے:-

"ایک زمانہ تھا کہ خروشچیف کا نام دُنیا کے چاروں کونوں میں گونجتا تھا ۔۔۔۔ سٹالن کے بعد خروشچیف روس کا مردِ آہن بن گیا تھا۔ اس آمرِ مطلق کے خلاف زبان کھولنے کی بھی کسی میں جرأت نہ تھی۔ تاریخ کے انقلابات دیکھئے کہ وہی خروشچیف جس کی سترویں سالگرہ پر روس میں قومی جشن منایا گیا تھا آج اس کا کوئی نام لیوا نہیں۔ پچھلے دنوں جب خروشیف نے اپنی بہترویں سالگرہ منائی تو اس کے اپنے خاندان کے افراد کے سوا کسی نے اس پارٹی میں شرکت نہ کی۔ سوویٹ پریس نے جو کبھی خروشیف کی شان میں قصیدے لکھا کرتا تھا اب کی بار اس کی سالگرہ کا ذکر تک نہ کیا۔"

(نوائے وقت ۸ رمئی ۶۶ء)

یہ دنیوی جاہ و حشمت اور مادی اقتدار کی ناپائیداری کی ایک مثال ہے! ہاں وہی اقتدار اور شان و شوکت جس کے حصول کے لئے لوگ یوں تڑپتے ہیں کہ گویا یہی ان کی زندگی کا منتہائے مقصود ہے اور جسے حاصل کرنے کی خاطر ہر طرح کے جائز و ناجائز وسیلوں کو بروئے کار لانے میں بھی وہ کوئی تامل نہیں کرتے!

اس کے بالمقابل ان برگزیدہ شخصیتوں پر بھی ایک نظر ڈالئے جنہوں نے رضائے الٰہی کو اپنا مقصود بنایا اور خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں ایسی حیاتِ دوام بخشی کہ ان کے اس دنیائے فانی سے رحلت کر جانے کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس بعد بھی ان کا نام عزّت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں افراد کے قلوب گہری محبت اور والہانہ عقیدے کا نذرانہ انہیں پیش کرتے ہیں۔ دنیوی اقتدار اور روحانی عظمت میں کتنا بھاری فرق ہے! اس فرق کو جاننے اور سمجھنے کے باوجود اگر ہم دُنیا کے پیچھے بھاگیں اور خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف نہ کریں تو یہ کتنے افسوس اور شکر کا مقام ہوگا!

## ایک اہم مسئلہ اور ناگزیر ضرورت

حال ہی میں ایک صاحب کا مراسلہ اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کو ایک اہم مسئلہ اور ناگزیر ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ لکھتے ہیں:-

"کچھ مدت سے پاکستان میں "تجوید القرآن" (قرأت) پر بہت زیادہ توجہ کی جا رہی ہے اس کی افادیت سے تو انکار نہیں ہے لیکن قرآن مجید کے مطالب کو سمجھنا اور اور ان پر عمل کرنا کہیں زیادہ اہم اور ضروری ہے مگر افسوس ہے کہ اس کے لئے بہت کم کوشش کی جا رہی ہے۔ عام طور سے قرآن مجید کو ناظرہ پڑھ لینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے حد یہ ہے کہ اکثر نمازی بلکہ بیشتر مسجدوں کے امام بھی یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے نماز میں جو کچھ پڑھا ہے اس کے معنے کیا ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے کلام اور احکام سے یہ ناواقفیت ہی ہماری سب سے بڑی جہالت ہے اور اسی سبب سے ہماری نمازیں اور دوسری عبادتیں محض ظاہری اور رسمی بن کر رہ گئی ہیں۔ صحیح طریقہ تو یہ ہوتا ہے کہ ہر مسلمان اتنی عربی جانتا ہو کہ قرآن مجید کے مطالب کو سمجھ کر ان ربانی احکام کی تعمیل کی کوشش کر سکے۔ اگر عربی کی تعلیم عام نہیں کی جا سکتی تو کم از کم اتنا اہتمام تو ہونا چاہیئے کہ ہر مسجد میں قرآن مجید کا بامعنی درس ہو تاکہ نمازیوں کو یہ معلوم ہو سکے کہ مسلمان ہونے کے لحاظ سے ان کے بنیادی فرائض کیا ہیں؟ ۔۔۔۔۔"

(نوائے وقت ۹ رمئی ۶۶ء)

اِس مراسلے میں ایک بڑے اہم اور بنیادی مسئلہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اگر مسلمان اس کی طرف توجہ دیں تو وہ دینی و دنیوی برکات کے وارث بن سکتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ میں جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے قائم کی گئی ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے علوم قرآنی کو سیکھنے اور سکھانے کا ملکہ اور چرچا موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفائے عظام کی بیان فرمودہ تفاسیر نے قرآنی حقائق و معارف کو جاننا ہمارے لئے بہت ہی آسان کر دیا ہے تاہم ہماری جماعت میں بھی ایسے بہت سے افراد ابھی موجود ہیں جو اس کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں دیتے۔

حال ہی میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید ناظرہ اور پھر باترجمہ سیکھنے کی جس بابرکت تحریک کا آغاز فرمایا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسے پوری طرح کامیاب بنائیں حتّٰی کہ جماعتِ احمدیہ میں ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جو قرآنِ مجید کا فہم نہ رکھتا ہو۔

## بلا تبصرہ

نوائے وقت میں "مذہبی مجالس میں امتیازی درجے" کے زیرِ عنوان ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جو بلا تبصرہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

"مکرمی! نوائے وقت ۳۰ر اپریل میں عرس حضرت بابا فرید کی ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ ۲۷ر اپریل کو جب سجادہ نشین نے بہشتی دروازہ کھولا تو سب سے پہلے فرسٹ کلاس ہولڈر زائرین کو دروازہ سے گزارا گیا اسکے بعد رات کے ساڑھے نو بجے درجہ دوم کے پاس ہولڈروں کی باری آئی۔ ازاں بعد ۱۱ بجے رات بہشتی دروازہ سے عام لوگ گزرے۔ یہ سطور پڑھ کر تکلیف دہ احساس ہوا ہے کہ اگر مذہبی تقریبات اور نیکی کے کاموں میں اس طرح کی درجہ بندی کا رجحان ترقی پا گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ غرباء کو مساجد میں بھی پچھلی صفوں میں دھکیل دیا جائے۔ کیا یہ درجہ بندی اسلام کے اصولوں کے منافی نہیں ہے؟"

(نوائے وقت ۷ رمئی ۶۶ء)

---

"اللہ تعالےٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف میں اس اُمّت کو دیا ہے جو شخص ان حقائق اور معارف کو پا لیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو محض حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے ۔۔۔۔۔ مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تھی جو ان کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اسکی پاک تعلیموں کی کچھ پروا نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۹۹)

# خدام زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو وقف کیلئے پیش کریں

(مہتمم صاحب تربیت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے اس زمانہ میں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ جماعت احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس تبلیغی جہاد میں ہر فرد جماعت کا حسب استطاعت حصہ لینا ضروری ہے۔ گویا ہر شخص ہی اپنے آپ کو واقف زندگی سمجھے اور اس میدان میں کوشاں رہے۔ اصل وقف زندگی کا مفہوم تو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

قل ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ
رب العٰلمین (انعام)

یعنی کلیتہً انسان خدا کا ہی ہو جائے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں وقف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"خدا کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو درحقیقت اسلام ہے۔ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ ہی کو اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے۔ اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے ...... دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے۔ کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جائے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔"

گویا وقف زندگی کا اصل مفہوم یہ ہے۔ کہ انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو صحیح رنگ میں ادا کرے۔

جماعتی ترقی اور اس کی اشاعت کے لئے منظم رنگ میں کام کرنا ضروری ہے۔ اور اس کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ حسب ارشاد ربانی ایک ایسے طائفہ اور گروہ کا وجود بھی ضروری ہے۔ جو علم دین حاصل کر کے کلیتہً اپنے آپ کو جماعتی کاموں کے لئے وقف کرے تا بوقت ضرورت سلسلہ ان سے کام لے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

اس مقصد کے حصول کے لئے اسباب کا مہیا ہونا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۴ء میں اللہ تعالیٰ کے القاء کے ماتحت حضرت المصلح الموعودؓ نے تحریک جدید کا اجراء فرمایا۔ اور دیگر مطالبات کے علاوہ ایک مطالبہ تحریک جدید کا وقف زندگی بھی رکھا۔ اس موقع پر بیسیوں نوجوانوں نے امام وقت کی آواز پر لبیک کہا اور اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔

تبلیغ اسلام کا میدان روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے اس کے لئے کثیر تعداد میں ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کریں ــــ اسلام کا غلبہ ایک واضح حقیقت ہے۔ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس غلبہ اسلام میں ہمارا کہاں تک دخل اور حصہ ہے؟

جس قدر یہ مقصد بلند اور اہم ہے اسی قدر ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ جانی قربانی کی بھی اس وقت سلسلہ کو اشد ضرورت ہے۔

حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا!

"اسلام کی ترقی خدائی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے۔ کہ اسلام اب آگے ہی کی طرف قدم بڑھائے گا۔ اب اسلام ہی کے غالب ہونے کی باری ہے۔ اب کفر کے غالب ہونے کی باری ختم ہو چکی ہے ...... ہمیں اسلام کی حفاظت اور بقا کے لئے جانی قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہیئے۔ جس طرح مالی قربانی کے میدان میں بھی ہم نے عدیم النظیر مثالیں دنیا میں قائم کی ہیں۔ اسی طرح جانی قربانی کے میدان میں بھی تمہارا امام تم سے ایسا نمونہ طلب کرتا ہے جس کی کوئی مثال نہ ہو۔" (تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۸ء)

"یہ اس مسیح موعودؑ کا بابرکت زمانہ ہے۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے وہ کسی اور کے سپرد نہیں کیا۔ تیرہ سو سال کے بعد دنیا کی ہدایت کے لئے جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا۔ اور جس کے ساتھ اسلام کی فتح وابستہ کر دی۔ اسے قبول کرنے کی توفیق ہمیں عطا فرمائی ہے۔ جماعت احمدیہ کا کام کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں اسلام پھیلانا ہے۔ اور یہ مقصد بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں اس کے لئے مالوں جانوں اور اوقات کی قربانی کرنی پڑے گی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت بھی بہت بڑی لذت کا باعث ہے۔ اور جو شخص دین کے لئے قربانی کرتا ہے۔ وہ ایسے کھیت میں بیج ڈالتا ہے۔ جس سے کئی گنا زیادہ ملے گا۔ آج دشمن اپنی طاقت اور ساز و سامان کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہے اس نازک زمانہ میں فرزندان احمدیت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیئے۔ اگر آج ہم نے اس زمانہ کو ضائع کر دیا۔ تو خدشہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر کہیں ہم پر صادق نہ آ جائے۔

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

یعنی آج میری قوم نے میرے مقام کو شناخت نہیں کیا۔ لیکن ایک دن آئے گا۔ جب رو رو کر میرے اس اچھے وقت کو یاد کریں گے

ــــ حضور کے یہ الفاظ ہمارے لئے بطور تنبیہہ کے ہیں ــــ قوموں کی ترقی میں نوجوانوں کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ نوجوان جنہیں اللہ تعالیٰ خدمت دین کا موقعہ عطا فرمائے۔ ہمارا مقصد خدمت دین ہے ہمیشہ اسے پیش نظر رکھنا ہمارا فرض ہے حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا۔

"ہمارے سامنے خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو قائم کرنا ہے۔ اور اسلام کی عزت کو دوبارہ حاصل کرنا ہے تبلیغ کا میدان خالی ہے ........... ہم ایک طرف اسبات کے دعویدار ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے سردار ہیں اور دوسری طرف آپ کی سرداری کو ہم چھنتے ہوئے دیکھتے ہیں آپ کا دین مظلوم ہے۔ اور ہم بے فکر بیٹھے ہیں ........ یہ ایک سوال ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفس سے پوچھنا چاہیئے"۔ (۲۸ جولائی ۱۹۴۹ء)

نیز حضورؓ نے حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ کی وفات پر فرمایا۔

"میں دوبارہ نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ احمدیت کی ترقی بغیر قربانی اور بغیر وقف کے نہیں ہو سکتی انہیں بھی اس چیز کا احساس ہونا چاہیئے سینکڑوں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کیا۔ مگر سینکڑوں انتظار کرنے والے بھی آگے آئیں۔ تا ان کے نام خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں لکھے جائیں"۔ (الفضل ۱۲ فروری ۱۹۵۰ء)

جامعہ احمدیہ ایسا ادارہ ہے۔ جہاں نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم دلا کر سلسلہ کی خدمت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں داخلہ کا معیار کم از کم میٹرک پاس ہے۔ میٹرک کا امتحان شروع ہے جو خدام میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ تمام قائدین مجالس خدام الاحمدیہ اپنے اپنے حلقہ میں ان کو تحریک کریں۔ کہ وہ اپنے آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے حضور وقف کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخل ہو کر آئندہ سلسلہ کی خدمت کر سکیں۔

نیز جامعہ احمدیہ میں الیف اے اور بی۔ اے پاس نوجوان داخل کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے نوجوانوں کو بھی وقف کی تحریک کی جائے۔ جو یہ امتحانات پاس کر چکے ہوں۔

خدمت کا یہ ایک عمدہ موقعہ ہے قائدین مجالس اس طرف خصوصی توجہ دیں۔ خدام کو ذاتی طور پر بھی وقف کی تحریک کریں۔ نیز جو خدام اس مضمون کو پڑھیں۔ وقف کی تحریک پر خود بھی غور کر کے عملی قدم اٹھائیں۔ اور دوسرے خدام کو بھی اس کی تحریک کریں۔ نیکی کی تحریک کرنے والا بھی ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

ایسے تمام خدام جو اپنے نام خدمت کی خدمت میں وقف کے لئے پیش کریں یا قائدین مجالس جو کارروائی اس سلسلہ میں کریں۔ اس سے محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو بھی مطلع کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو عملی طور پر وقف کی توفیق بخشے

## گمشدہ رسید بکیں

مکرم نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اطلاع دی ہے کہ خلیل الرحمٰن صاحب بنگالی خادم مسجد سے رسید بک ۷۰۹۷ بعد گاد کی طرف جاتے ہوئے تانگہ پر گم ہو گئی ہے اس کی ۳۰ تک رسیدات استعمال ہو چکی تھیں اسی طرح مرزا صوفی احمد دین صاحب صدر جماعت احمدیہ ... لاہور سے رسید بک ... گم ہو گئی ہے اسلئے ... جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ان رسید بکوں پر کوئی چندہ ادا نہ کریں بلکہ اگر کسی دوست کو یہ رسید بکیں مل جائیں تو مہربانی فرما کر دفتر ... بیت المال کو واپس ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظر بیت المال)

## ہمارے کنٹریکٹر، ٹھیکیدار حضرات توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت اقدس فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے کنٹریکٹر حضرات کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"ہر سال کے ٹھیکوں میں جو مجموعی منافعہ ہو۔ اس میں سے ایک فی صدی مسجد فنڈ میں ادا کیا کریں۔"

ہمارے ٹھیکیدار حضرات اپنے پیارے آقا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا ارشاد مبارک کے مطابق ممالک بیرون میں تعمیر ہونے والی مساجد میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

## دیہاتی مجالس متوجہ ہوں

مجلس خدام الاحمدیہ کے چندہ جات کی ادائیگی میں دیہاتی مجالس شہری مجالس سے بہت پیچھے ہیں۔ اب گندم کی فصل کا موقعہ ہے اور دیہاتی مجالس کے لئے ممکن ہے کہ اس وقت وہ اپنے سب چندہ جات ادا کر دیں۔ تمام دیہاتی مجالس خدام الاحمدیہ اور ایسے خدام الاحمدیہ جن کی آمد کا انحصار زمینداره پر ہے کی خدمت میں التماس ہے کہ خدام الاحمدیہ کے چندہ جات اب ادا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

## مجالس خدام الاحمدیہ کا ششماہی جائزہ

خدام الاحمدیہ کے مالی سال کی پہلی ششماہی ۳۰ ر اپریل ۱۹۶۶ء کو ختم ہو گئی تھی۔ تمام مجالس کو سال رواں کے بجٹ۔ سال گذشتہ کے بقایا۔ وصولی دوران ششماہی اور بقایا واجب الادا پر مشتمل جائزہ بھجوایا جا چکا ہے۔ مجالس سے التماس ہے کہ اس جائزہ کی روشنی میں اپنی مساعی کو تیز تر کرنے کی کوشش کریں۔

نوٹ:۔ اگر کسی مجلس کو ششماہی جائزہ ۱۵ ر مئی ۶۶ء تک نہ ملا ہو۔ تو مرکز میں اطلاع کریں۔ تا دوبارہ بھجوا دیا جائے۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

## ماہنامہ تحریک جدید مئی ۶۶ء

"ماہنامہ تحریک جدید کا مئی کا شمارہ پانچ مئی کو حوالہ ڈاک کر دیا گیا تھا۔ اگر کسی خریدار کو نہ ملا ہو تو براہ مہربانی اطلاع دیں تاکہ پرچہ دوبارہ ارسال کیا جا سکے۔ دفتر ہر امکانی کوشش کرتا ہے کہ حوالہ ڈاک کرتے وقت کسی خریدار کا نام رہ نہ جائے۔ لیکن جب تک آپ کی طرف سے عدم وصولی کی اطلاع نہ آئے ہمیں اسباب کا پتہ نہیں چل سکتا کہ آپ کو پرچہ نہیں ملا۔ پس آپ کی طرف سے عدم وصولی کی اطلاع آنے پر ہی دوبارہ پرچہ بھجوایا جا سکتا ہے۔

ماہنامہ تحریک جدید اگست ۶۵ء میں جاری ہوا تھا۔ اکثر خریدار صاحبان نے اگست ۱۹۶۵ء میں ہی ایک سال کے لئے چندہ کی ادائیگی کی ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب انہیں جولائی ۱۹۶۶ء کا شمارہ ملے گا تو اس کے ساتھ ہی ان کا ایک سال کا چندہ ختم ہو جائے گا۔ پس ایسے تمام احباب ہم سے تعاون فرماتے ہوئے ابھی اگلے سال کا چندہ ڈیڑھ روپیہ ادا کر دیں۔ یہ ادائیگی بذریعہ منی آرڈر بھی ہو سکتی ہے اور آپ اپنے سیکرٹری مال کو بھی یہ رقم دے سکتے ہیں۔ لیکن سیکرٹری مال کو رقم دے کر ہمیں ضرور اطلاع دیں۔ کہ ادائیگی ہو چکی ہے۔ تاکہ آپ کے نام پرچہ جاری رکھا جائے۔ اور اسباب کا انتظار نہ کیا جائے کہ آپ کی ادا شدہ رقم کب خزانہ میں جمع ہو کر ماہنامہ تحریک جدید کے حساب میں منتقل ہوتی ہے

سالانہ چندہ ڈیڑھ روپیہ۔

(مینیجنگ ایڈیٹر)

ہدایت شافی
ہمارے مجرب نسخہ جات کی فہرست مفت منگوا کر آپ بہت سی امراض کا علاج گھر بیٹھے معمولی خرچ سے خود کر سکتے ہیں۔
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی۔ ربوہ

## لجنہ اماء اللہ پشاور کا ایک جلسہ

—— محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی تقریر ——

مورخہ یکم مئی ۱۹۶۶ء بروز اتوار لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید صاحبہ نے ناصرات سے خطاب فرمایا۔ آپ نے جماعت کی مستورات کو نصیحت فرمائی کہ وہ دعا کرنا اپنی زندگی کا لازمی جزو بنا لیں اور ہر وقت جماعت کی ترقی، مبلغین اسلام کی کامیابی کے لئے اور اپنی ضروریات کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکسار سے دعا مانگتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا سیکھیں تاکہ اس کے نتیجہ میں ہماری آئندہ نسلیں بھی توکل کرنا اپنا شعار بنا سکیں۔

آپ نے مستورات کو تلقین فرمائی کہ وہ غیبت اور بد ظنی سے بچیں۔ کیونکہ یہ تقویٰ کی جڑوں کو کھوکھلا کر دینے والی ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں جماعت کی یکجہتی میں فرق آنے کا ڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے ہمیں اخوت و محبت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس اخوت کو برقرار رکھیں۔ اور ایک دوسرے کی اصلاح کے لئے دعا سے کام لیں۔

خلافت کی برکات کا ذکر فرماتے ہوئے آپ نے مرکز سے وابستگی پر زور دیا اور فرمایا کہ وقتاً فوقتاً مرکز میں جانا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے آپ نے مستورات کو نصیحت فرمائی کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کریں۔ ان کی دعاؤں سے مستفید ہوں اور ان کی ہدایات پر عمل کریں۔

آپ نے فرمایا ہماری جماعت چھوٹی سی جماعت ہے اور جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ بہت وسیع اور کٹھن ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت کے ہر مرد، عورت، بچے اور بوڑھے کو اس کام کی تکمیل میں حصہ لینا چاہیئے۔ آپ نے مستورات کو تلقین کی کہ وہ اپنے وقت میں سے کچھ حصہ دین کے کام کے لئے ضرور وقف کریں۔ اور بغیر کسی عہدے کے لالچ کے جو کام ان کے سپرد کیا جائے اسے خوش اسلوبی سے انجام دیں۔

چندوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ مگر ابھی ہم قربانی کے اس معیار تک نہیں پہنچے۔ جس کا ضرورت زمانہ تقاضا کرتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم خود بھی حسب استطاعت چندوں میں حصہ لیں اور اپنی اولاد کو بچپن ہی سے چندہ اور خیرات دینے کی عادت ڈالیں۔

آخر میں آپ نے سب حاضرات کا شکریہ ادا کیا۔ اجلاس کے اختتام پر حضرت صاحبزادی صاحبہ نے اجتماعی دعا کروائی اور اس طرح یہ پاکیزہ محفل برخاست ہوئی۔ جلسہ کے بعد مکرمہ اہلیہ ابوالحسن صاحبہ نے تمام حاضرات کی چائے سے تواضع کی

(شمیم شریف صدر لجنہ اماء اللہ پشاور)

## ضروری اطلاع برائے موصیان حصہ آمد و سیکرٹریان مال

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ نے ریزولیوشن نمبر ۸۱ مورخہ ۲۹-۱۲-۶۵ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ (جس کا نفاذ یکم مئی ۱۹۶۶ء سے ہو رہا ہے) کہ حصہ آمد کے ایسے موصی احباب جن کو اپنی مملوکہ اراضیات کی فصلوں اور مکانوں یا دکانوں وغیرہ کے کرایہ سے بھی آمدنی ہوتی ہے۔ اور اس آمدنی پر ان کو چندہ عام ادا کرنا واجب ہے۔ وہ یکم مئی ۱۹۶۶ء سے ایسی آمدنیوں کی اطلاع فارم "اصل آمد" کے ذریعہ دفتر بہشتی مقبرہ کو دیا کریں گے۔ فارم اصل آمد میں حصہ آمد اور چندہ عام والی ہر دو آمدنیوں کے اندراجات کے لئے جُدا جُدا خانے بنا دیئے گئے ہیں۔

لہٰذا آئندہ سیکرٹریان مال بھی اسبات کا اہتمام کریں کہ ایسے اصحاب کا چندہ عام بھی حصہ آمد کی طرح مرکز میں نام بنام جمع ہو تاکہ صدر انجمن احمدیہ کے فیصلہ کی تعمیل باقاعدہ ہو سکے۔

**درخواست دعا۔** میری صحت اکثر خراب رہتی ہے۔ اور پریشانی بھی ہے۔ احباب میرے لئے درد دل سے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میری پریشانی دور کرے اور صحت عطا فرمادے۔ (منشی محمد اسمٰعیل انبیٹھ)

# وصایا

**ضروری نوٹ**:- ۱۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مع وجوہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں یہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز - ربوہ)

**مسل ۱۸۲۲۶/** میں میجر ڈاکٹر ظہور الحسن خان ولد ڈاکٹر نور الحسن خان مرحوم قوم راجپوت پیشہ پنشنر عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۴۵ء ساکن ۱۱۶۲ پیر الٰہی بخش کالونی ڈاک خانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ فروری ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:-

۱۔ میری زرعی اراضی ۲۴ بیگھے (۱۲ ایکڑ) واقع کوہاٹ دھارو ضلع گجرات مغربی پاکستان میں ہے۔ اس کی قیمت اس وقت اندازاً -/۹،۶۰۰ روپے ہے۔

۲۔ میری زرعی اراضی ۵ بیگھے (۲½ ایکڑ) واقع کوٹ شادی وال ضلع گجرات مغربی پاکستان میں ہے۔ اس کی قیمت اندازاً -/۲۶۰۰ روپے ہے۔

۳۔ میری زرعی اراضی ۲۵ بیگھے (۱۲½ ایکڑ) واقع چک ۲۲۱/ E.B براستہ گگو ریلوے اسٹیشن ضلع منٹگمری پاکستان مغربی میں ہے۔ اس کی قیمت اس وقت -/۱۰،۰۰۰ روپے ہے۔

۴۔ میرا ایک مکان محلہ خواجگان گجرات شہر میں ہے اس کی قیمت -/۱۰،۰۰۰ روپے ہے

۵۔ میرا ایک مکان ۱۱۶۲ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۵ میں ہے اس کی قیمت اندازاً ۱۰،۰۰۰ روپے ہے۔

اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ یہ جائیداد میری واحد ملکیت ہے جس کی کل قیمت اندازاً -/۴۱۶۰۰ روپے ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میں سرکاری نوکری سے ریٹائر ہو کر اب پنشن پر ہوں جو مجھے اس وقت -/۵۰۴ روپے ماہوار ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگا۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے فقط ۲۷ فروری ۶۶ء

العبد - ظہور الحسن خان بقلم خود

گواہ شد:- منصور الحسن ولد ڈاکٹر ظہور الحسن خان سیکرٹری مال پیر الٰہی بخش کالونی

گواہ شد:- شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مسل ۱۸۲۲۷/**

میں محمد الیاس ولد شیخ محمد یعقوب قوم شیخ قانونگو پیشہ کاروبار عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن R ۳/۲ خوشی داس سٹریٹ میکلوڈ روڈ ڈاک خانہ کراچی ۱ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے جس کی قیمت اس وقت مبلغ اٹھارہ ہزار روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنی اس مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

۲۔ میں نے کاروبار شروع کیا ہے جس کے ذریعہ فی الحال مجھے مبلغ ایک صد روپیہ ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا نیز میری وفات پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے فقط ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء۔

العبد محمد دین - بقلم خود

گواہ شد:- چوہدری عبد العزیز سیکرٹری مال حلقہ جنوبی جماعت احمدیہ کراچی۔

گواہ شد:- شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مسل ۱۸۲۲۸/**

میں آمنہ طاہرہ زوجہ محمد الیاس قوم شیخ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن R ۳/۲ خوشحال داس سٹریٹ میکلوڈ روڈ کراچی نمبر ۱ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے

۱۔ میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ دو ہزار (-/۲۰۰۰) روپے ہے۔

۲۔ میرا زیور تفصیل ذیل ہے:-

۱۔ کڑے طلائی ۲ عدد وزنی دو تولہ

۲۔ بندے طلائی ایک جوڑی وزنی ۱ تولہ

۳۔ ہار طلائی ایک عدد وزنی ڈیڑھ تولہ

۴۔ انگوٹھی طلائی ایک عدد وزنی ¼ تولہ

جملہ وزنی ¾۴ تولہ قیمتی ۵۹۴ روپے ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد (حق مہر اور زیورات) کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے۔ اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی۔ نیز میری وفات پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

الامۃ آمنہ طاہرہ بقلم خود۔ گواہ شد:- چوہدری عبد العزیز ولد چوہدری احمد الدین صاحب سیکرٹری مال حلقہ جنوبی جماعت احمدیہ کراچی۔

گواہ شد:- شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مسل ۱۸۲۲۹/**

میں مبشر احمد خان ولد چوہدری محمد نواز خان صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ۸/۸ عزیز آباد ڈاک خانہ کراچی نمبر ۱۹ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل:-

۱۔ میری زرعی اراضی ۲۰ ایکڑ واقع ۱۰.R/۲۴ ڈاک خانہ کچا کھوہ تحصیل خانیوال ضلع ملتان مغربی پاکستان میں ہے۔ اس وقت اس کی قیمت ۲۰،۰۰۰ روپے ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی

۲۔ میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ پانچ صد روپے ماہوار ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط

العبد:- مبشر احمد خان بقلم خود

گواہ شد:- عبد الشکور اسلم ولد محمد ظہور خان نائب سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

گواہ شد:- شیخ رفیع احمد۔ مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

## ولادت

خدا تعالیٰ نے میری ہمشیرہ محترمہ فرحت اختر صاحبہ اہلیہ حافظ ڈاکٹر صالح محمد صاحب الٰہ دین پی ایچ ڈی کو لڑکی عطا فرمائی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس بچی کا نام مبارکہ نصرت تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ محترم مولانا عبد المالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی کی نواسی اور محترم سیٹھ علی محمد صاحب الٰہ دین سکندرآباد کی پوتی ہے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک متقی علیمہ اقبال خادمہ دین اور اسم بامسمیٰ بنائے نیز والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو۔ (آمین)

(عبد الرب انور محمود ایم ایس سی کراچی)

# خانہ کعبہ کو خدا تعالیٰ کی دائمی حفاظت حاصل ہے

## ہر شخص جو اس پر ہاتھ اٹھانا چاہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ شل کر دیتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا (آیت ۱۲۶) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

" اَلْبَیْتُ خانہ کعبہ کا نام ہے۔ اسے البیت اس لئے کہتے ہیں کہ اس آیت میں بیت کے تمام خواص جمع ہیں۔ جیسے کہتے ہیں زَیْدُ ا لرَّجُلُ زید ہی آدمی ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک معقول آدمی کے اندر جس قدر خوبیاں پائی جانی چاہئیں وہ سب کی سب زید میں پائی جاتی ہیں پس خانہ کعبہ ہی گھر ہے کا مطلب یہ ہے کہ گھر کی جو خصوصیتیں ہوتی ہیں وہ سب کی سب صرف اسی گھر سے حاصل ہوتی ہیں۔ گھر کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں؟ گھر کی یہ خصوصیات ہوتی ہیں کہ (۱) گھر مستقل رہائش کی جگہ ہوتی ہے (۲) گھر چوری اور ڈاکہ سے حفاظت کا ایک ذریعہ ہوتا ہے (۳) گھر امن کا مقام ہوتا ہے جس میں داخل ہو کر انسان ہر قسم کے مصائب سے نجات پا جاتا ہے (۴) گھر تمام قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے جمع ہونے کی جگہ ہوتا ہے (۵) گھر انسان کے مال و متاع کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ ان پانچ خصوصیتوں کے لحاظ سے اگر غور کیا جائے تو درحقیقت خانہ کعبہ ہی اصل گھر ہے۔ کیونکہ اگر حفاظت کو لو تو بڑے بڑے قلعوں کو لوگ تباہ کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں رہنے والوں کو لوگ تباہ کر دیتے ہیں مگر خانہ کعبہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی دائمی حفاظت حاصل ہے۔ اور ہر شخص جو اس پر ہاتھ اٹھانا چاہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ کو شل کر دیتا ہے چنانچہ ابرہہ کی مثال اس بارہ میں ایک زندہ جاوید مثال ہے۔ . . . غرض [illegible] حفاظت لوگوں کو اسی گھر کے ذریعہ میسر آسکتی ہے۔ یہ خدا کا گھر ہے جس پر کوئی دشمن حملہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

گھر کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مستقل رہائش کا مقام ہوتا ہے اس لحاظ سے بھی یہی گھر ہے جو اَلْبَیْتُ کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ دائمی زندگی خدا کے گھر میں ہی ملتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کے گھر میں نہیں جاتے ان کی زندگی کیا زندگی ہے۔ دنیوی گھر کے متعلق تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وہ ایک قلیل متاع ہے لیکن اپنے گھر کے متعلق فرماتا ہے

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ
وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

(فجر آیت ۳۰، ۳۱)

یعنی جب انسان خدا تعالیٰ کا سچا پرستار بن جاتا ہے اور اس کا گھر مسجد ہو جاتا ہے تو پھر وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے غرض یہی بیت ہے جو انسان کو ہمیشہ کی زندگی دیتا ہے۔

گھر کی تیسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اندر مختلف قسم کے ذخائر اور اموال و امتعہ رکھتا ہے اس نقطۂ نگاہ سے بھی یہی گھر ہے جو روحانی برکات کے ذخائر [illegible] محفوظ رکھتا ہے کیونکہ اور ذخائر تو خواہ کتنے بھی قیمتی ہوں ضائع ہو جاتے ہیں لیکن جو وقت عبادت الٰہی میں خرچ ہوتا ہے وہ ضائع نہیں جاتا بلکہ ایک ایک لمحہ جو ذکر الٰہی اور عبادت میں بسر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہزاروں ہزار انعامات کے ذخائر کی صورت میں محفوظ رکھتا ہے اور اپنے بندے کو اس سے متمتع فرماتا ہے۔

گھر کی چوتھی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ رشتہ داروں کے جمع ہونے کی جگہ ہوتی ہے یہ خصوصیت بھی خانہ کعبہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان وہاں ہر سال حج کے لئے جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر اپنے ایمان تازہ کرتے ہیں اور پھر اس لحاظ سے بھی خانہ کعبہ سب لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے کہ وہ جگہ جہاں انسان اپنے تمام رشتہ داروں سے مل سکے گا صرف جنت ہے اور جنت کا ظل مسجد ہوتی ہے جس میں پانچوں وقت تمام مسلمان جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حالات سے بھی باخبر رہتے ہیں

پھر گھر کی یہ خصوصیت (۵) کہ اس میں انسان کو ہر قسم کا امن حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی خانہ کعبہ کو میسر ہے کیونکہ امن اسی صورت میں میسر آتا ہے جب تمام جھگڑے مٹ جائیں اور خانہ کعبہ ہی ایک ایسا مقام ہے جو توحید کا مرکز ہونے کی وجہ سے تمام دنیا کو ایک نقطۂ اتحاد پر جمع کرنے کا ذریعہ ہے۔ غرض خانہ کعبہ ہی حقیقی گھر اور کامل گھر ہے۔ جس میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جو ایک گھر میں پائی جانی چاہئیں "

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۵)

## اخبار احمدیہ بقیہ صفحہ اول

اپنے دست مبارک سے یہ خصوصی انعام "امانت گروپ" کو عطا فرمایا جو گروپ کے ایک طالب علم عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر حاصل کیا۔

مقابلہ کے اختتام پر پہلے محترم سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے طلباء کو کتاب کا مطالعہ کرنے اور اس سے پورے طور پر استفادہ کرنے سے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ آخر میں حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے بار بار اور بالاستیعاب مطالعہ کی اہمیت پر ایک بصیرت افروز تقریر ارشاد فرمائی (اس تقریر کا مکمل متن کسی قریبی اشاعت میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا انشاء اللہ) آخر میں حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس کے بعد جملہ احباب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کی جس کے بعد یہ روح پرور مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

# قرآن کریم ناظرہ کی سکیم اور لجنات کا فرض

(حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

تمام لجنات کو قرآن مجید ناظرہ کے متعلق اعداد و شمار معلوم کرنے کے لیے فارم بھجوائے جا چکے ہیں۔ لیکن اس وقت تک صرف ۲۳ لجنات کی طرف سے فارم پُر ہو کر واپس آئے ہیں۔ براہ مہربانی باقی تمام لجنات کی عہدیداران اور سیکرٹریان تعلیم اپنی اپنی لجنہ کے مکمل کوائف بھجوائیں اور یہ بھی لکھیں کہ قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کے سلسلہ میں کیا انتظام انہوں نے کیا ہے اور اس کی باقاعدہ رپورٹ آتی رہنی چاہیئے۔ جن لجنات کو فارم نہیں ملے وہ اطلاع دیں تو دوبارہ ان کو فارم بھجوا دیئے جائیں گے۔

اس سال اجتماع کے موقع پر شعبہ تعلیم کے ماتحت کام کے نمبر قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ کے کام کو مدنظر رکھ کر ہی لگائے جائیں گے اس لئے بہت ضروری ہے کہ پورے زور سے کام شروع کر دیا جائے اور سال کے بعد کوئی عورت ایسی نہ رہے جو قرآن مجید ناظرہ نہ جانتی ہو۔

### ماہنامہ "انصار اللہ" کے خریداصحاب کے لئے اطلاع

ماہنامہ "انصار اللہ" کے خریداصحاب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مئی ۶۶ء کا شمارہ بعض ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے ۵ مئی کو پوسٹ نہیں ہو سکا۔ یہ شمارہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ مئی کو بذریعہ پوسٹ روانہ کیا جائے گا۔

(مینیجر)

### درخواستِ دعا

پچھلے دنوں میرے لڑکے حمید اختر کے بڑے لڑکے عزیز سلیم اختر کا ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں اپریشن ہوا ہے عزیز تا حال ہسپتال ہی میں داخل ہے۔ احباب سے عزیز کی کامل و عاجل شفا یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (میاں) غلام محمد اختر

(ناظر صدر انجمن احمدیہ)